جامعہ ملیہ اسلامیہ پر
سرسید کے احسانات

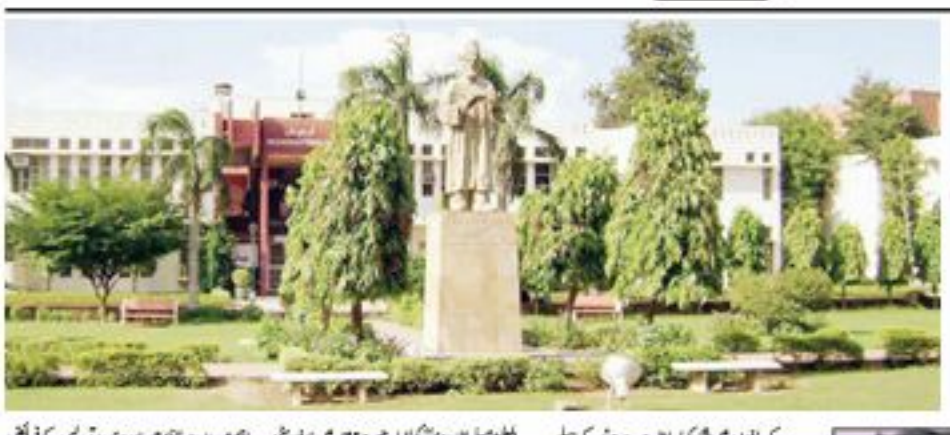

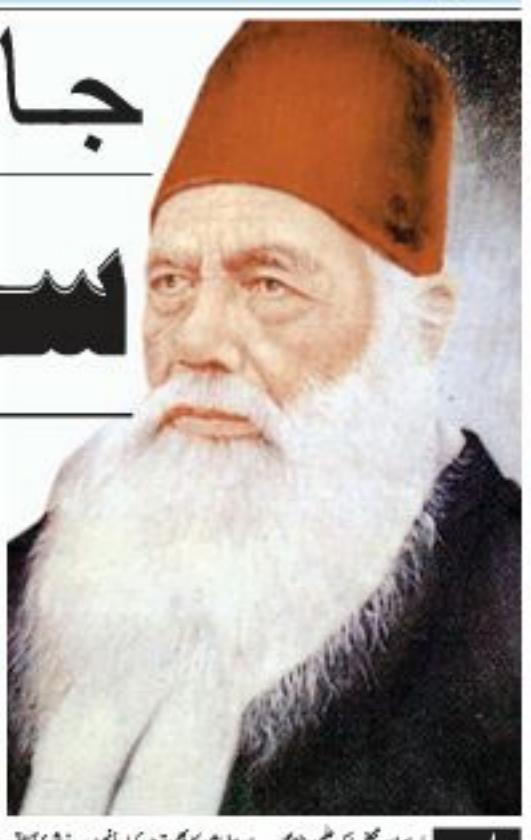

پروفیسر شہزاد انجم

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام کہیں نہ کہیں سرسید کے خواب کی ایک تعبیر ہے، جہاں تمام طبقوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی تعلیم کا خاص نظم ہے اور اُردو زبان وادب کے فروغ پر خصوصی توجہ ہے۔ سرسید اُردو زبان وادب کے عاشقوں میں تھے۔ اُنھیں جدید اُردو نثر کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ سرسید کے اسلوب میں سادگی، بے تکلفی، مدعا نویسی، شگفتگی اور متانت ہے۔ اُس زمانے میں جبکہ مرصع و مسجع نثر لکھنے کا چلن عام تھا، سرسید نے سادہ و سلیس اور اثر انگیز نثر نگاری پر توجہ دی۔ اُن کی نثر میں روز مرّہ، ضرب الامثال، محاوروں اور انگریزی الفاظ کا کثرت سے استعمال ملتا ہے جس سے اُن کی نثر میں وضاحت، قطعیت، دو ٹوک پن اور استدلال کے نقوش کو واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ سرسید اُردو زبان وادب کے محسن ہیں۔ سرسید کے ایما پر خواجہ الطاف حسین حالی نے یادگار و شاہکار شعری کارنامہ 'مدوجزر اسلام' انجام دیا۔ سرسید کے رُفقا میں حالی، شبلی، محسن الملک، وقار الملک، ڈپٹی نذیر احمد، مولوی ذکاء اللہ وغیرہ شامل تھے، جن کی اُردو خدمات کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ سرسید کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اُنھوں نے اُردو شعر و ادب کے لیے نئی راہ متعین کی اور نئی راہ سے ہمیں آشنا کیا۔ محض گل و بلبل کے قصے سے احتراز کرتے ہوئے قومی، ملی، اصلاحی، علمی، مذہبی، اخلاقی مضامین اور کتابوں کی تصنیف پر توجہ مبذول کرائی، جس سے اُردو ادب کو ایک نئی سمت حاصل ہوئی۔ سرسید کی اسی اُردو دوستی کی شاید برکت رہی کہ جامعہ کے بانیان، اکابرین اور تمام وائس چانسلرز اُردو زبان وادب کے عاشق رہے ہیں اور اُنھوں نے اُردو زبان وادب کے فروغ کے لیے اپنی خدمات انجام دیں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ محض ایک علمی دانشگاہ نہیں بلکہ مختلف علوم، فنون، علم و دانش، تہذیب و ثقافت کا بے مثال مرکز ہے جس کے ٹمپر میں سیکولرازم، حب الوطنی، خیر سگالی، رواداری، انسان دوستی، مشترکہ تہذیب کی پاسداری اور امن عالم کی حفاظت کے تمام عناصر موجود ہیں۔ بیسویں صدی سے قبل ہندوستان کے جدید تعلیمی نقشے پر جامعہ ملیہ اسلامیہ ایک سیکولر ادارے اور عظیم تعلیمی دانشگاہ کے طور پر نمایاں ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس زمانے کی عظیم ترین شخصیات کا اس ادارے سے گہرا تعلق تھا۔ مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد جیسے عظیم سیاسی رہنماؤں کی اس ادارے کو نہ صرف سرپرستی حاصل تھی بلکہ یہ اشخاص اس ادارے کو اپنا گھر سمجھتے تھے اور اکثر ان کا یہاں آنا جانا رہتا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی جامعہ کسی مشکل دور سے گزری، انھوں نے دل و جان سے جامعہ کی خدمت کی۔ انھوں نے ہمیشہ اس ادارے کی انتظامی خدمات کو اہم عہدوں پر فائز ہیں اور درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ سرسید نے لکھا تھا:

"جب کبھی عالموں اور مہذب آدمیوں کو دیکھا، جہاں کہیں عمدہ مکانات دیکھے، جب کبھی عمدہ پھول دیکھے۔ مجھ کو ہمیشہ اپنا ملک اور اپنی قوم یاد آئی اور نہایت صدمہ ہوا کہ ہائے ہماری قوم ایسی کیوں نہیں۔"

سرسید نے اپنے خواب کی تعبیر کے لیے انگلو اورینٹل کالج کا قیام علی گڑھ میں کیا جو آج بھی ہندوستان کا ہی نہیں بلکہ ایشیا کا عظیم تعلیمی ادارہ ہے۔ بانی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ سر سیّد کے خواب کو حرفِ انتظام بخشنے والے نوابانِ علی گڑھ اور دیگر محبِ وطن قوم پرست اشخاص نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔ سرسیّد نے تعلیم بالخصوص جدید تعلیم، انگریزی تعلیم اور سائنس کی تعلیم پر زور دیا تھا لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُنھوں نے مسلمانانِ ہند کو ایک سلیقہ عطا کیا۔ ایک ہنر دیا۔ اُن کی ذہنی تربیت کی اور انھیں دنیوی نجات کا ذریعہ بتایا، وہ یہ کہ جدید تعلیم، اعلیٰ تعلیم اور اداروں کے قیام سے ہی ہم کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے بانیان و اکابرین مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، ڈاکٹر ذاکر حسین، ڈاکٹر عابد حسین، پروفیسر محمد مجیب وغیرہم نے اس بنیادی نکتے کو قوم و ملک و ملّت کی فلاح کا ذریعہ سمجھا اور جامعہ کے قیام و ارتقا میں اسے بنیادی اہمیت دی۔ اس بنیادی نکتے پر عمل کرتے ہوئے ہی جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام عمل میں آیا جس کا ذکر ہمیشہ سرسید کے خواب کی تعبیر کی صورت میں ہوتا رہا ہے۔ سرسیّد کے اسلوب میں سادگی، بے تکلفی، مدعا نویسی، شگفتگی اور متانت ہے۔ اُس زمانے میں جبکہ مرصع و مسجع نثر لکھنے کا چلن عام تھا، سرسیّد نے سادہ و سلیس اور اثر انگیز نثر نگاری پر توجہ دی۔ اُن کی نثر میں روز مرّہ، ضرب الامثال، محاوروں اور انگریزی الفاظ کا کثرت سے استعمال ملتا ہے جس سے اُن کی نثر میں وضاحت، قطعیت، دو ٹوک پن اور استدلال کے نقوش کو واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ سرسیّد اُردو زبان وادب کے محسن ہیں۔ سرسیّد کے ایما پر خواجہ الطاف حسین حالی نے یادگار و شاہکار شعری کارنامہ 'مدوجزر اسلام' انجام دیا۔ سرسیّد کے رُفقا میں حالی، شبلی، محسن الملک، وقار الملک، ڈپٹی نذیر احمد، مولوی ذکاء اللہ وغیرہ شامل تھے، جن کی اُردو خدمات کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ سرسیّد کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اُنھوں نے اُردو شعر و ادب کے لیے نئی راہ متعین کی اور نئی راہ سے ہمیں آشنا کیا۔ محض گل و بلبل کے قصے سے احتراز کرتے ہوئے قومی، ملی، اصلاحی، علمی، مذہبی، اخلاقی مضامین اور کتابوں کی تصنیف پر توجہ مبذول کرائی، جس سے اُردو ادب کو ایک نئی سمت حاصل ہوئی۔ سرسیّد کی اسی اُردو دوستی کی شاید برکت رہی کہ جامعہ کے بانیان، اکابرین اور تمام وائس چانسلرز اُردو زبان وادب کے عاشق رہے ہیں اور اُنھوں نے اُردو زبان وادب کے فروغ کے لیے اپنی خدمات انجام دیں۔

سرسید کے مخالفین اور معترضین کی آج بھی ایک بڑی تعداد ہے اور اُس سے بہت زیادہ اُن کے مداحوں اور عاشقوں کی تعداد ہے جو اُن کی خدمات کے نہ صرف معترف ہیں بلکہ اُن کے احسانات سے گراں بار ہیں۔ سرسید کے ادارے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی اعلیٰ خدمات کی برکت سے نہ صرف پورے ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں علی گڑھ کے فارغین مختلف اہم عہدوں پر فائز ہیں اور اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان سب کی خواہش ہے کہ وہ بھی سرسیّد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قومی، ملی، سماجی اور تعلیمی میدان میں اہم خدمات انجام دیں۔ ان میں سے بہت سارے اپنی خصوصی شناخت رکھتا ہے اور اس کا شمار آج بھی ہندوستان کی عظیم یونیورسٹیوں اور علمی دانش گاہوں میں ہوتا ہے جہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبا کی تربیت اور اُن کی کردار سازی پر بنیادی زور دیا جاتا ہے۔

اس وقت جبکہ پورے ہندوستان میں سرسید کے دو سو یں یوم پیدائش کا جشن منایا جا رہا ہے، مجھے ایسا احساس ہوا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ پر سرسید کے جو احسانات ہیں، اُس کا ذکر ضرور کیا جائے۔ میں گذشتہ کئی برسوں سے جامعہ کے یوم تاسیس پر خصوصی مضمون لکھتا رہا ہوں۔ اپنے عظیم ادارے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے بے مثال دیے نظیر کردار سے مجھے عشق ہے اور میری یہ کوشش رہی ہے کہ اپنے مضمون سے طلبا کو جامعہ ملیہ اسلامیہ کی تاریخ، کردار اور خدمات سے واقف کراؤں۔ اِن شاء اللہ اپنی تاریخ، تہذیب، اکابرین، اسلاف سے واقف ہونا اُتنا ہی ضروری ہے، جتنا کہ ہمیں سرسیّد اور جامعہ ملیہ اسلامیہ کے رشتے کو سمجھنا لازمی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر سرسیّد نہ ہوتے تو آج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نہ ہوتی اور اگر علی گڑھ یونیورسٹی کے فرزندان جہاں تاباں نہ ہوتے تو جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام عمل میں نہ آتا۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی، بیرسٹر جناح، نواب محمد اسماعیل خاں، نواب سر راس مسعود، ڈاکٹر ذاکر حسین، ڈاکٹر عابد حسین، پروفیسر محمد مجیب، خواجہ غلام السیدین، پروفیسر محمد حبیب، پروفیسر خلیق احمد نظامی، پروفیسر نورالحسن، پروفیسر اشرف، پروفیسر سید حامد، پروفیسر مشیر الحسن، پروفیسر شاہد مہدی، پروفیسر عبدالعلیم، پروفیسر اختر الواسع، پروفیسر شمیم حنفی، پروفیسر عتیق صدیقی، پروفیسر ابوسفیان اصلاحی، پروفیسر عبدالحق، پروفیسر عبدالمغنی، پروفیسر عبدالحلیم ندوی، پروفیسر عبدالحلیم، پروفیسر عبدالحلیم، پروفیسر عبدالحلیم